رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہو

الفضل

ایڈیٹر:- غلام نبی ٭ اسسٹنٹ - مہر محمد خان -

نمبر ۱۰ | مورخہ ۱۲ - اگست سنہ ۱۹۲۰ء | مطابق ۲۶ - ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۸ھ | جلد ۸

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

خاندان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بفضل خدا خیرو عافیت ہے۔ حضرت اُم المومنین دہلی سے حضرت نواب صاحب کے ہمراہ شملہ تشریف لے گئی ہیں ٭

چونکہ بعض لوگ کئی احکام شریعت کو معمولی سمجھ کر ان کی زیادہ پروا نہیں کرتے۔ اسلئے جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے چند دن سے بعد نماز فجر متفرق احکامات کی تشریح اور توضیح کرنا شروع کی ہے۔ ہمارے خیال میں اگر اس قسم کے مسائل کو آسان اور واضح طور پر مختصراً رسالہ کی صورت میں شائع کر دیا جائے۔ تو ان لوگوں کے لئے بھی جو نئے نئے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ بہت مفید ہو سکتا ہے ٭

اخبار احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈاک کے متعلق اطلاع

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز آب و ہوا کی تبدیلی کی غرض سے ڈلہوزی سالہ تشریف لے آئے ہیں۔ اس لئے اگر خطوط کا جواب کچھ دیر سے ملے تو احباب مطمئن رہیں کہ ان کے خطوط حضرت کو پہنچ گئے ہیں۔ اور حضور ان سب کے لئے دعا فرماتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی بات دریافت کرنیوالی رہ جائے۔ تو براہ مہربانی یاد دلادیں تاکہ اس کا جواب دیا جاسکے۔ والسلام

خاکسار رحیم بخش۔ ڈلہوزی سالہ۔ ۵ - اگست سنہ ۱۹۲۰ء

احباب کو اطلاع

جناب الشیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان اطلاع دیتے ہیں۔ کہ طلباء مدرسہ احمدیہ کو احباب سے مدرسہ کے لئے چندہ وصول کرنے کے لئے کاپیاں دیگئی ہیں۔ طلباء ہر معطی کو زر چندہ کی رسید دینگے۔ احباب انکو چندہ دیکر عند اللہ ماجور ہوں۔

احباب کا شکریہ

جن دوستوں نے میری اہلیہ کی وفات پر خطوط لکھ کر ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ میں ان کا شکر گذار ہوں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ میں اپنے ان مہربانوں سے اس امر کی توقع رکھتا ہوں۔ کہ وہ اس عاجز کو وقتاً فوقتاً خاص خاص وقت کی خاص دعاؤں میں یاد فرماکر مرہون منت بنائینگے۔ خاکسار حافظ جمال احمد۔ قادیان

اعلان نکاح

مولوی عطاء محمد صاحب قادیانی کا نکاح۔ بیگم جان بنت محمد نواز خان صاحب ساکن بہتان ضلع کیمبل پور سے بمبلغ دو سو روپے مہر

چراغ دین صاحب پسر مولا بخش صاحب کشمیری ساکن بھاگی ننگل کا نکاح مریم بی بی بنت شیخ چراغ دین صاحب منشی فاضل سے چار سو روپیہ مہر پر۔ ابو محمد عثمان صاحب ولد میاں محکم الدین صاحب کلرک قلعہ میگزین فیروز پور کا نکاح امتہ الرسول بنت شیخ عبد القادر صاحب قصور سے مبلغ سات سو مہر پر اور سید عنایت اللہ شاہ صاحب پسر جناب سید فضل شاہ صاحب قادیان کا نکاح صغریٰ بیگم بنت خان صاحب غلام محمد خان صاحب سے پانسو روپیہ پر پڑھا گیا۔

ولادت

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری کے ہاں توام دو لڑکے متولد ہوئے۔ چودہری غلام رسول صاحب مرحوم پسر چودہری حاکم علی صاحب پنیار جن کا انتقال پچھلے دنوں ہوا ہے۔ ان کے ہاں تیسرا لڑکا متولد ہوا۔ قاضی حبیب اللہ صاحب لاہور کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ چودہری امیر محمد خان صاحب قادیان کے ہاں لڑکا متولد ہوا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

نظم

از افادات طبع امجد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ

فرمودہ ۸ اگست ۱۹۲۰ء بمقام حرم سالہ

مری تدبیر جب مجھکو مصیبت میں پھنساتی ہے
تو تقدیر الٰہی آخر اس سے چھوڑاتی ہے

جدائی دیکھتا ہوں جب تو مجھ پر موت آتی ہے
امید وصل لیکن آکے پھر مجھ کو جلاتی ہے

نگاہ مہر سالوں کی خصومت کو بھلاتی ہے
خوشی کی اک گھڑی برسوں کی کلفت کو مٹاتی ہے

محبت! تو وفا ہو کر وفا سے جی چراتی ہے
ہماری بیکسی اے ظالم! ہماری خاک اڑاتی ہے

محبت کیا ہے؟ کچھ تمکو خبر بھی ہے؟ سنو مجھ سے
یہ ہے وہ آگ جو خود گھر کے مالک کو جلاتی ہے

کہاں یہ خانۂ ویراں! کہاں وہ حضرت ذیشاں!
کشش لیکن ہمارے دل کی انکو کھینچ لاتی ہے

ہوئی ہے بے سبب کیوں عاشقوں کی جان کی دشمن
نسیم صبح! انکے منہ سے کیوں آنچل اٹھاتی ہے

مٹائیگا ہمیں کیا! تو ہے اپنی جان کا دشمن
ارے ناداں! کبھی عشاق کو بھی موت آتی ہے

نہ اپنی ہی خبر رہتی ہے۔ نے یاد اعزہ ہی
جب انکی یاد آتی ہے تو پھر سب کچھ بھلاتی ہے

خدا کو چھوڑنا اے مسلمو! کیا کھیل سمجھے تھے؟
تمہاری تیرہ بختی دیکھئے کیا رنگ لاتی ہے

محبت کی جھلک چھپتی کہاں ہے لاکھ ہوں پردے
نگاہ زیر بیں! مجھ سے بھلا تو کیا چھپاتی ہے

معاذ اللہ! مرا دل، اور ترک عشق کیا ممکن
میں ہوں وہ باوفا جس سے وفا کو شرم آتی ہے

وہ کیسا سر ہے جو جھکتا ہے آگے ہر کہ و مہ کے
وہ کیسی آنکھ ہے جو ہر جگہ دریا بہاتی ہے

تغافل ہو چکا صاحب! اخبر لیجے! نہیں تو پھر
کوئی دم میں یہ سن لوگے فلاں کی نعش جاتی ہے

طریق عشق میں اے دل! سیادت کیا! غلامی کیا!
محبت خادم و آقا کو اک حلقہ میں لاتی ہے

بلائے ناگہاں! بیٹھے ہیں ہم آغوش دلبر میں
خبر بھی ہے تجھے کچھ! تو کنہیں آنکھیں دکھاتی ہے

تری رہ میں بچھائے بیٹھے ہیں دل مدتوں سے ہم
سواری دیکھئے اے دلربا! کب تیری آتی ہے

ہمارا امتحاں لیکر تمہیں کیا فائدہ ہوگا؟
ہماری جان تو بے امتحاں ہی نکلی جاتی ہے

گھرا ہوں حلقۂ احباب میں گو میں۔ مگر تجھ بن
مرے یار ازل! تنہائی پھر بھی کاٹے کھاتی ہے

ہماری خاک تک بھی اڑ چکی ہے انکے رستہ میں
ہلاکت! تو بھلا کس بات سے ہمکو ڈراتی ہے

غم دل لوگ کہتے ہیں نہایت تلخ ہوتا ہے
مگر میں کیا کروں اسکو! غذا یہ مجھکو بھاتی ہے

مری جاں تیرے جام وصل کی خواہش ہے اے پیارے
مثال ماہی بے آب ہر دم تلملاتی ہے

مرے دل میں تو آتا ہے کہ سب احوال کہہ ڈالوں
نہ شکوہ جان لیں! اس سے طبیعت ہچکچاتی ہے

کبھی جو روتے روتے یاد میں میں اسکی سو جاؤں
شبیہ یار آکر مجھکو سینے سے لگاتی ہے

انانیت! پرے ہٹ! جا! مجھے مت منہ دکھا اپنا!
میں اپنے حال سے واقف ہوں تو کس کو بناتی ہے

کبھی کا ہو چکا ہوتا شکار یاس و نومیدی
مگر یہ بات اے محمود! میرا دل بڑھاتی ہے

جو ہوں خدام دیں انکو خدا سے نصرت آتی ہے
"جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے"

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان - ۱۲ اگست ۱۹۲۰ء

عدم تعاون کے متعلق مولوی عبد الباری صاحب کا علماء سُنّی و شیعہ سے استفسار

"خلیفۃ المسلمین" کی بجائے "سلطان روم"

سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی کے زیر ہدایات عدم تعاون کے جو مدارج قرار دیئے گئے ہیں۔ انکو شریعت اسلام کے رو سے جائز اور ضروری ثابت کرنے کے متعلق مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی نے سنی اور شیعہ علماء ہند سے بذریعہ اخبارات استفسار کیا ہے۔ اور اپنے سوال کی بناء جن امور پر رکھی ہے۔ وہ انہی کے الفاظ میں یہ ہیں:۔

"خدا کا ارشاد ہے کہ سلطان اسلام خواہ وہ متغلب ہو یا جامع اشراط خلیفہ و امام اسکو کہا جا سکے یا نہ کہا جا سکے۔ مغلوب کیا جا رہا ہو۔ اور تمام اسلام کو بالواسطہ یا بلا واسطہ کفار اپنے تصرف میں لانا چاہتے ہوں۔ ارض حجاز مکہ مکرمہ۔ مدینہ طیبہ و جزیرۃ العرب و دیگر مقامات مقدسہ مسلمانوں کی کامل اقتدار سے باہر ہوئی جاتی ہوں۔ جزیرۃ العرب عموماً اور بغداد و بصرہ خصوصاً غیر مسلمانوں کا مسکن بنایا جاتا ہو۔ وہاں غیر مسلم اپنے معابد جدید تعمیر کرتے ہوں۔ بغداد و بصرہ میں شراب کو فروخت کرانے لگے ہوں۔ زنا و شعار کفر کے رائج ہونے کا قوی احتمال ہو۔ بلکہ رائج ہو چلے ہوں۔ ان صورتوں میں ناراضگی کا ظاہر کرنا اور انکو انگیز نہ کرنا اور باوجود قدرت کے ان کے دفاع و دفعیہ کی فکر نہ کرنا شریعت میں روا ہے؟ اور دفاع بقدر وسعت تمام مسلمانوں پر لازم نہیں ہے۔ اس کے مؤثر طریقوں کو اختیار کرنا اور مخلصین غیر مسلم کے مشورہ مؤثر پر عمل کرنا اور ان سے استعانت جبکہ اس کی حاجت ہو شرعاً جائز نہیں ہے؟"

اس بنیاد قائم کرنے کے بعد دریافت کیا گیا ہے۔ کہ "کیا بلا ضرورت موالات کفار حرام نہیں ہے" "کیا کفار کی دی ہوئی عزت خدا کے نزدیک ممدوح ہے" "کیا کفار کی وہ ملازمتیں جنہیں ان کی تعظیم و توقیر کرنا پڑے ...... ان کو ترک کرنا لازم نہیں ہے" اور عدالت غیر شرعیہ میں وکالت غیر شرعی کرنا گناہ نہیں ہے۔ "کیا مدارس انگریزی کی تعلیم روا ہے۔ جہاں بیدینی کی تعلیم ہوتی ہے"

سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر یہ امور شریعت اسلامی کے رو سے ناجائز ہیں۔ تو آج تک ان کے خلاف مولوی عبد الباری صاحب نے کیوں آواز بلند نہ کی۔ اور اب کیوں انہیں ایک خاص تمہید کے ساتھ ان کے اعلان کی ضرورت پیش آئی۔ "سلطان اسلام" اور "ممالک اسلامی" کی جو حالت انہوں نے بیان کی ہے۔ اگر ویسی نہ ہوتی تو کیا پھر یہ سب باتیں شریعت کے مطابق ہوتیں۔ ہمارے خیال میں تو اگر آرام و اطمینان کی صورت میں یہ امور مسلمانوں کے لئے جائز اور روا تھے۔ تو اب جبکہ دنیا ان کے لئے تنگ ہو رہی ہے۔ بدرجہ اولیٰ جائز خیال کئے جا سکتے ہیں۔ باقی رہا یہ کہ یہ باتیں اب اسلئے ناجائز ہو گئی ہیں۔ کہ انگریزوں نے اسلامی ممالک میں گھس کر شراب کی فروخت کو جائز کر دیا ہے۔ اور وہاں زنا اور شعار کفر کے رائج ہونے کا قوی احتمال ہے تو اس کے متعلق معاصر مشرق نے جو کچھ لکھا ہے۔ اسے بغور پڑھ لینا چاہیئے۔ جو مولوی عبد الباری صاحب کو مخاطب کر کے لکھا ہے:۔

"جناب مولانا نے کبھی دار الخلافہ اسلامبول (قسطنطنیہ) پر بھی توجہ کی ہے۔ کہ وہاں محکمہ آبکاری سے کتنی آمدنی ہوتی ہے اور سود کا جواز کہاں سے لیا گیا ہے۔ اور غلامی کے مسئلہ میں خلیفۃ المسلمین نے کیا احکام نافذ فرمائے ہیں۔ اور فسق و فجور قسطنطنیہ کے اندر کس حد تک رائج ہو گیا ہے۔ اور بڑے بڑے قوم پرست ترکوں نے ممالک غیر کی عورتوں سے نکاح کر کے نسل کو بگاڑنے کے علاوہ اسلامی طاقت کو کہاں تک نقصان پہنچایا۔ اور آج اسی دو غلے پن کی وجہ سے یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا ہے"

پھر لکھتا ہے:۔

"مولانا کو ترکوں اور عربوں کی شراب خوری اور زناکاری کا حال تو ضرور لوگوں سے معلوم ہوا ہو گا کیا کبھی ان پر حد شرعی کا اجراء دار الخلافہ سے کیا گیا۔ ترک شعار اسلام کی تو سینکڑوں باتیں اسلامبول میں نظر آتی ہونگی۔ مگر کبھی خلافت کی طرف سے دارو گیر کی گئی۔ ڈاڑھیوں کے منڈوانے کا حال تو حضرت مولانا کو ضرور معلوم ہو گا۔ مگر مولانا ترک شعار اسلام کا فتویٰ ان پر نہیں لگا سکتے۔ اس لئے کہ ہم نے فرنگی محل کے اندر بھی نوجوانوں کو ترک شعار اسلام کا مرتکب پایا ہے"

ہم معاصر مشرق کی جرأت اور دلیری کی داد دیتے ہوئے جو اس نے اس اظہار حقیقت میں دکھلائی ہے۔ ان مسلمانوں کو جنہیں طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے عدم تعاون کے پر خطر راستہ پر چلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ متوجہ کرتے ہیں۔ کہ وہ غور کریں۔ اور دیکھیں۔ کہ جن امور کے واقعہ ہونے کا احتمال پیش کر کے عدم تعاون کا جواز ثابت کیا جا رہا ہے۔ وہی بہت بڑھ چڑھ کر اسلامی ممالک میں اور خاص کر "دار الخلافت" میں اپنی پوری شان میں پائے جاتے ہیں۔ جہاں ان کی کوئی روک تھام نہیں کی جاتی۔

مولوی عبد الباری صاحب نے چونکہ اپنے استفسار میں سنی علماء کے علاوہ شیعہ علماء کو بھی مخاطب کیا ہے جو کہ سلطان ترکی کو خلیفہ نہیں مانتے۔ اس لئے ان کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے مولوی صاحب موصوف کو یہ لکھنا پڑا ہے کہ:۔

"میں لفظ خلافت کو اہمیت دینا مدار اختلاف ٹھہرانا حیلہ کے مترادف سمجھتا ہوں۔ اس واسطے

بھیجے کوئی عذر نہ ہوگا۔ اگر بجائے "خلیفۃ المسلمین
کے سلطان روم کہوں یا سلطان اسلام"۔
اگر یہ طریق کسی ایسے امر کے متعلق اختیار کیا جاتا جو
نقصان رساں نہ ہوتا۔ اور جس پر عمل پیرا ہونے سے
کوئی اچھا نتیجہ نکلنے کی اُمید ہو سکتی۔ تو ممکن تھا۔ کہ
شیعہ صاحبان اس سے اپنا اتفاق ظاہر کر دیتے۔
لیکن عدم تعاون کو مطابق شریعت اور جائز قرار دینے
اور پھر اس پر عمل کرنے کے لئے غالباً وہ تیار نہ
ہو سکیں گے"۔

لیکن ہم دریافت کرتے ہیں کہ جب عدم تعاون کے متعلق استفسار کرتے ہوئے مولوی عبدالباری صاحب سلطان ٹرکی کو "خلیفۃ المسلمین" کہنے کی بجائے "سلطان روم" قرار دیتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ کہ سلطان ٹرکی کو بحیثیت خلیفۃ المسلمین پیش کرنے کے شیعہ ان کے ساتھ نہیں مل سکتے۔ تو کیوں سلطنت ٹرکی کے متعلق صدائے احتجاج بلند کرنے کے پہلے ہی دن سے سلطان کو اسی حیثیت اور اسی طریق سے پیش نہ کیا گیا۔ اور کیوں سارا زور اسکے "خلیفۃ المسلمین" ہونے پر دیا گیا۔ اگر ابتداءً یہ طریق اختیار کیا جاتا۔ جو مولوی عبدالباری صاحب نے اختیار کیا ہے۔ تو ہر ایک گروہ اور ہر ایک فرقہ کے مسلمان متفقہ طور پر آواز اُٹھاتے۔ اور اس آواز میں یقیناً زیادہ زور اور اثر ہوتا۔ لیکن اس وقت اس امر کی کوئی پرواہ نہ کی گئی۔ اور باوجود اسکی طرف توجہ دلانے کے پرواہ نہ کی گئی۔ اور سلطان ٹرکی کو "خلیفۃ المسلمین" کی حیثیت دیکر سوائے ایک قلیل حصہ کے تمام مسلمانوں کو جو مذہبی لحاظ سے "سلطان ٹرکی" کی اس حیثیت کو تسلیم نہیں کر سکتے تھے۔ اس تحریک سے علیحدہ رہنے کے لئے مجبور کر دیا گیا۔

ہندوستان میں معاملات ٹرکی کے متعلق جو سب سے پہلا جلسہ لکھنؤ میں ہوا۔ اس میں امام جماعت احمدیہ کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ اس دعوت پر آپ نے جو ٹریکٹ لکھ کر وہاں بھجوایا اس میں اس تحریک کو موثر اور زوردار بنانے اور تمام مسلمانوں کے ملکر کوشش کرنے کی آپ نے یہی تجویز بتائی تھی کہ سلطان ٹرکی کو بحیثیت خلیفہ نہ پیش کیا جائے۔ بلکہ بحیثیت مسلمان بادشاہ کے پیش کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے لکھا تھا۔

"ایسے جلسہ کی بنیاد جس میں ترکوں کے مستقبل کے متعلق تمام عالم اسلامی کی رائے کا اظہار مدنظر ہو ایسے اصول پر رکھنی جنہیں سب فرقے تسلیم نہیں کر سکتے درست نہیں۔ کیونکہ اس سے سوائے ضعف اور اختلال کے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ میرے نزدیک اس جلسہ کی بنیاد صرف یہ ہونی چاہیئے کہ ایک مسلمان کہلانیوالی سلطنت کو جس کے سلطان کو مسلمانوں کا ایک حصہ خلیفہ بھی تسلیم کرتا ہے۔ مٹا دینا یا ریاستوں کی حیثیت دینا ایک ایسا فعل ہے جسے ہر ایک فرقہ جو مسلمان کہلاتا ہے ناپسند کرتا ہے۔ اور اس کا خیال بھی اس پر گراں گذرتا ہے۔ اس صورت میں تمام فرقہ ہائے اسلام اس تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں"۔

یہ تھا وہ طریق جس سے تمام کے تمام مسلمان سلطنت ٹرکی کے تحفظ اور استحکام کے لئے متفقہ طور پر آواز اُٹھا سکتے تھے۔ لیکن افسوس اس کو کام میں نہ لایا گیا۔ اور سمجھا گیا کہ "خلیفۃ المسلمین" قرار دینے سے اتحادیوں پر زیادہ اثر پڑیگا۔ جو درست نہ تھا۔ اب مولوی عبدالباری صاحب وغیرہ کو اس کی سمجھ آئی ہے۔ اور وہ سلطان کو "خلیفۃ المسلمین" کہنے کی بجائے "سلطان روم" قرار دے کر شیعوں کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں لیکن اب وقت گذر چکا۔ اور جو کچھ ہونا تھا ہو چکا ہے۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ جب کسی قوم کے بُرے دن آتے ہیں۔ تو اس کے ہمدرد اور بہی خواہ بھی نہ صرف خود مفید اور فائدہ بخش طرز عمل اختیار نہیں کر سکتے بلکہ اگر کوئی انہیں صاف اور واضح طریق بتائے۔ تو وہ بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو تجویز پیش کی تھی۔ اس کو کام میں نہ لایا جاتا۔ اور جب اس کا موقع تھا۔ اس وقت تو اسے ترک کر دیا جاتا لیکن وقت گذار کر پھر اسی کو اختیار کر لیا جاتا۔ اگر وہ تجویز مفید نہ تھی۔ اسلئے چھوڑ دی گئی تھی۔ تو دوسرے وقت کیوں اسی کو مفید سمجھ کر اختیار کرنے کی کوشش کی گئی۔

ہمارے خیال میں چونکہ اب اس کا موقع اور محل نہیں اسلئے اس سے کچھ فائدہ نہ حاصل ہو سکیگا۔

پیسہ اخبار کی بےخبری

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے "معاہدہ ترکیا اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ" کے نام سے ایک رسالہ لکھ کر "خلافت کانفرنس" منعقدہ الٰہ آباد میں بھیجا تھا۔ اس کا تمام کمال و مضمون ۷ر جون کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اور اسی کا ترجمہ انگریزی میں بھی چھاپا گیا ہے۔ اس پر لاہور کے انگریزی اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے ریویو کیا۔ جس سے متاثر ہو کر منشی محبوب عالم صاحب کا پیسہ اخبار بعنوان "احمدی خلیفہ کی نئی اُپج" اس رسالہ کے مضمون سے اپنی لاعلمی اور بےخبری کا اظہار کرتا ہوا لکھتا ہے کہ

"جب تک اصلی چٹھی کو نہ پڑھا جائے۔ اس پر قطعی طور پر کوئی رائے زنی موزوں نہ ہوگی"

اور پھر ساتھ ہی یہ گل فشانی کرتا ہے کہ:۔

"میرزا بشیر الدین محمود اور ان کے والد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہمیشہ سے ترکوں کے برخلاف لغو زبان درازی کرتے رہے ہیں۔ اور دولت عثمانیہ کے اسلامی اقتدار کے خلاف نیش زنی میں کوئی دقیقہ دونوں نے اٹھا نہیں رکھا" (پیسہ ۳ر جولائی)

اسکے متعلق ہم پیسہ کے ایڈیٹوریل سٹاف کی بےخبری پر اظہار افسوس کرتے ہیں۔ کیونکہ الفضل دفتر پیسہ اخبار میں جاتا ہے۔ جس کے صفحات میں وہ چٹھی شائع ہو چکی ہے اب ہم خاص طور پر اس چٹھی کی اردو اور انگریزی کاپی بھجوا کر امید رکھتے ہیں۔ کہ منشی محبوب عالم صاحب انصاف سے اس پر رائے زنی کرینگے۔ باقی رہا ان کا یہ خیال کہ "میرزا بشیر الدین محمود" اور ان کے والد مرزا غلام احمد" دونوں ترکوں کے خلاف "لغو زبان درازی" اور ان کے "اسلامی اقتدار کے خلاف نیش زنی" کرتے رہے ہیں۔ اس کے متعلق سوائے اسکے اور کیا کہا جائے کہ یہ انکی عقل اور سمجھ کا قصور ہے۔ "میرزا غلام احمد" جو ان کی نظر میں صرف "میرزا غلام احمد" ہی ہے۔ مگر ہماری نظر میں خدا کا ایک مامور اور مصلح ہے۔ اس نے ترکوں کے متعلق جو کچھ کہا۔ نہایت درد دل سے انکی بھلائی کیلئے کہا اور بار بار آگاہ کیا کہ وہ اپنی اصلاح کریں ورنہ ان کا انجام اچھا نہ ہوگا۔ ان مشفقانہ اور دردمندانہ نصائح کو نیش زنی یا لغو زبان درازی کہنا اس مریض کی مثال کو تازہ کرتا ہے جو طبیب کی تجویز و تشخیص کو ہذیان کہتا اور ہنسی اڑاتا ہے۔ لیکن جس طرح ایسے مریض کا انجام ہلاکت ہے۔ ایسی ہی اس روحانی طبیب کی باتوں کو ہذیان کہنے والے دیکھ لیں کہ ان اور ان کے خلفاء کا کیا حشر ہوتا ہے۔

مسلمان کہلانیوالے کا مطلب پیام کے نزدیک کیا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسالہ معاہدہ ترکیہ میں مسلمانوں کا ذکر "مسلمان کہلانے والے" کے جملہ سے کیا جس پر پیغام نے بہت شور مچاتے ہوئے لکھا کہ اس کے یہ معنی ہیں ۔ کہ

"دنیا میں اگر کوئی مسلمان ہیں ۔ تو وہ صرف مسلمان کہلانے والے اور دنیا کی نظروں میں مسلمان ہیں ۔ ورنہ فی الحقیقت مسلمان کوئی نہیں" پیام ۳۰ ۔ جون ۱۹۲۰ء

لیکن تعجب ہے ۔ کہ اسی قسم کے الفاظ پیغام میں شایع کئے گئے ہیں ۔ چنانچہ ۱۸ ۔ جولائی کو شملہ پر مولوی محمد علی صاحب کی ایک تقریر "مسلمانوں کی ترقی اور تنزل کے اسباب" پر ہوئی ۔ اسکی روداد یکم اگست کو غیر مبائعین کے "ایک اہل الرائے اور ذمہ دار" کے قلم سے پیام میں شایع ہوئی ہے ۔ جس میں لکھا گیا ہے کہ

"جب کہ برادران ہنود مسلمانوں کا ساتھ دے رہے ہیں ۔ تو کیا وجہ ہے ۔ کہ ایسے نازک وقت میں مسلمان کہلانے والے اپنے نفع و نقصان کو سوچ کر کہ محض اللہ اور رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اپنے فروعی اختلاف کو خیرباد کہکر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی شان احمدی کو پورا نہیں کرتے" (پیام یکم اگست)

کیا پیغام بتائیگا ۔ کہ ان الفاظ کی بھی وہی معنے ہیں ۔ جو اسنے حضرت خلیفۃ المسیح کے فقرہ کے سلئے تھے ؟

ہجرت کے روکنے کے متعلق ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کا تار

ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب سابق سکرٹری انجمن اشاعت اسلام لاہور نے جو انہوں نے مسٹر شوکت علی کے نام بھیجا اخبار میں چھپا ہے ۔ جس میں ان لوگوں کے روکنے کی جو کثیر تعداد میں ہجرت کابل جا رہے ہیں ۔ اس بنا پر تحریک کی گئی ہے ۔ کہ ان کے جانے کی وجہ سے گاؤں کے گاؤں خالی اور تباہ ہو رہے ہیں ۔ اور ان کی جائدادیں کوڑیوں کے مول ہندو خرید رہے ہیں ۔ معلوم نہیں مسٹر شوکت علی اس پر کوئی کاروائی کرتے ہیں ۔ یا اسے نمائشی کاروائی سمجھ کر ناقابل التفات قرار دے دیتے ہیں ۔ لیکن ہم ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کی عقل اور سمجھ پر افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے ۔ کیونکہ وہ لوگ جو اس وقت ہندوستان سے چلے جانے کو اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں ۔ ان کے اس فرض کی ادائیگی میں اسلئے روکاوٹ ڈالنا کہ گاؤں خالی ہو جائینگے ۔ اور ان کی جائدادیں ہندوؤں کے قبضہ میں چلی جائینگی ۔ کہاں کی عقلمندی ہے ۔ اگر فی الواقع موجودہ صورت حالات ایسی ہے ۔ کہ مسلمانان ہند کا ہندوستان سے چلے جانے کا نام ہجرت رکھا جا سکتا ہے ۔ تو پھر خواہ گاؤں کے گاؤں نہیں شہروں کے شہر تباہ ہو جائیں ۔ اور جائدادیں کوڑیوں کے مول بکنے کی بجائے مفت ہاتھ سے چلی جائیں ۔ تو بھی کسی کو حق نہیں کہ مسلمانوں کو جانے سے روکے ۔ پھر مسٹر شوکت علی سے اس قسم کی استدعا کرنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے ۔ ہاں اگر ڈاکٹر صاحب ترک وطن کو ہجرت نہیں سمجھتے ۔ اور نہ ان کے نزدیک موجودہ حالات "ہجرت" کے متقاضی ہیں ۔ تو انہیں یہ سوال اٹھانا چاہئے تھا ۔ کہ لوگوں کو سمجھایا جائے ۔ کہ ان کا جانا ہجرت نہیں کہلا سکتا ۔ اور نہ وہ مہاجرین کہلانے کے مستحق ہیں ۔ پھر وہ کیوں اپنے گاؤں ویران اور اپنی جائدادیں برباد کر رہے ہیں ۔ لیکن جب تک اس ترک وطن کا نام ہجرت رکھا جائیگا ۔ اس وقت تک ان عذرات کو پیش کر کے جلیلوں الرتبہ لفظ "ہجرت" کی تحقیر اور تذلیل کرنا ہے ۔ جو کسی مسلمان کیلئے ہر گز مناسب نہیں ہے ؟

علاوہ ازیں جب کہ مسٹر شوکت علی سندھی تارکان وطن کے قافلہ کی روانگی کے متعلق بذریعہ تار اپنی خوشنودی کا اظہار کر چکے ہیں ۔ تو کس طرح ممکن ہے ۔ کہ اوروں کو روک دینگے یا روکنا پسند کریں ؟

ہجرت کے متعلق مولوی صدر الدین صاحب کے خیالات

معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر شوکت علی صاحب کو تار دیتے ہوئے ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب نے مولوی صدر الدین سے مشورہ نہیں کیا ۔ کیونکہ چند ہی دن ہوئے اسی ہجرت کے متعلق جس میں روکاوٹ ڈالنے کیلئے ڈاکٹر صاحب تار دے رہے ہیں ۔ مولوی صدر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول لاہور بلند کنگس میں ہی یہاں تک فرما چکے ہیں ۔ کہ

"میں تو یہ کہتا ہوں ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کسی کو اس سنت پر عمل کرنے کا پہلا موقع ملا ہے ۔ تو وہ مسلمانان ہند ہیں" پیام ۲۵ جولائی

اور پھر بڑی شرح و بسط سے اس کا حسب ذیل فائدہ بتا چکے ہیں ۔ کہ

"بعض لوگ ہجرت کا فائدہ پوچھتے ہیں ۔ دم نقد اگلی فائدہ یہ کیا کم ہے ۔ کہ جب ہزار ہا مہاجرین کی روانگی کی تاریں غیر ممالک کے اخبارات میں چھپینگی ۔ تو تمام دنیا ان پر کس قسم کی آفرین کہیگی"

پھر

"اس ہجرت کا اور کوئی نہیں تو یہ کیا کم اثر ہے ۔ کہ دنیا جان لے ۔ کہ جانبازوں کہاں کی جانبازیوں کا یہ صلہ ملتا ہے"

علاوہ ازیں ترک وطن کرنے کیلئے یہ پر زور تحریک کر چکے ہیں ۔ کہ "وہاں (کابل) جانے میں کیا خوف ہے ۔ صحابہ کرام تو ایک حبشی بادشاہ کے ماتحت چلے گئے تھے ۔ اور تم تم ایک مسلمان بادشاہ کی سلطنت میں جاتے ہو ۔ صحابہ کرام کی ہجرت نہایت نازک ہجرت تھی ۔ کفار مکہ کا اس حبشی بادشاہ کو مسلمانوں کے خلاف اکسانے کا خطرہ تھا اور مسلمانوں کی جان زیادہ خطرہ میں پڑ جانے کا احتمال تھا"

پس وہ سنت جس پر مولوی صدر الدین صاحب کے نزدیک رسول کریم کے بعد اگر کسی کو عمل کرنے کا موقعہ نصیب ہوا تو مسلمانان ہند کو ہوا ۔ اور وہ ہجرت جس کے فوائد انہوں نے خاص طور پر بیان کئے ۔ اور جس پر عمل پیرا ہونے کی زوردار الفاظ میں تحریک کی ۔ اسی کے روکنے کے لئے ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کا کوشش کرنا کیونکر مناسب ہو سکتا ہے ۔ کیا جس جلسہ میں مولوی صدر الدین صاحب نے مذکورہ بالا باتیں بیان کی تھیں ۔ اس میں وہ موجود نہ تھے ۔ یا کیا انہوں نے ۲۵ ۔ جولائی کا پیغام نہیں پڑھا جس میں یہ سب باتیں شایع ہو چکی ہیں ۔ ممکن نہیں کہ مولوی صدر الدین صاحب کے ان خیالات سے وہ ناواقف ہوں ۔ لیکن بات یہ ہے ۔ کہ انہیں سے ہر ایک کی الگ الگ ڈھنگ ہے ۔ ایک کچھ کہتا ہے اور دوسرا کچھ ۔ اور یہ وبال ہے اس خود سری اور خود پسندی کا جسکی وجہ سے وہ ایک منضبط جماعت سے الگ ہو کر اور ایک واجب الاطاعت امام سے منہ موڑ کر پراگندہ طبع اور پراگندہ دل ہو گئے

اوران کا آپس میں اتنا بھی اتحاد نہ رہا - جتنا جاہل سے جاہل اور وحشی سے وحشی لوگوں میں پایا جاتا ہے ۔

بدفال

ہمارے پاس سندھی اخبار الحق مورخہ ۱۵ جولائی کا ایک کٹنگ موصول ہوا ہے - جس میں حاجیوں کے ایک جہاز کو آگ لگنے کے واقعہ کا "بدفال" کے عنوان سے ذکر کرتے ہوئے لکھا گیا ہے - کہ

"بمبئی میں حاجیوں کے جہاز اکبر کو آگ لگی۔ حاجی آگ میں سڑ رہے - جس میں سے دو مر گئے - اور باقی کئی ایک خوفناک حالت میں پڑے ہیں - اس سے قبل وبا کی بیماری بمبئی میں پڑی تھی - مسلمان اس سے نصیحت پکڑیں فال اچھا نہیں - اور معلوم ہوتا ہے - کہ خدا بھی اس سال حج جانے پر راضی نہیں"

اسی قسم کے خیالات چند دن ہوئے مسٹر ظفر علی بھی اپنے اخبار زمیندار میں شایع کر چکا ہے - اس کے متعلق ہم کسی لمبی چوڑی بحث سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف یہ دریافت کرتے ہیں - کہ اگر باوجود مولوی محمود الحسن صاحب جنہیں ہندوستان کا شیخ الاسلام بنانے کی تحریک ہو رہی ہے - کے اس سال حج کرنے کے جواز میں فتوٰی دینے کے اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے - کہ خدا تعالیٰ نے اس سال فریضہ حج کو منسوخ کر دیا ہے - اور اس منسوخی کی اطلاع ایک جہاز کو آگ کی نذر کر کے دے دی ہے تو کیا ان دلی وغیرہ اور دیگر فسادات و واقعات سے جو رونما ہو رہے ہیں - مسلمان یہ نتیجہ نکالنے کیلئے بھی تیار رہیں - کہ "خدا بھی اب سلطنت ٹرکی کو قایم رکھنے پر راضی نہیں" ایک جہاز کو آگ لگنے کی نسبت سلطنت ٹرکی کے متعلق جو کچھ ہو رہا ہے - وہ بہت زیادہ اس قسم کی فال نکالنے کے قابل ہے - لیکن افسوس مسلمان ادھر توجہ نہیں کرتے - اور سمجھتے ہیں - کہ شور و غل مچا کر ٹرکی کی فال بد کو بدل دینگے -

خلافت ٹرکی کے متعلق جوش و خروش کا انجام

معاملات ٹرکی کے متعلق جب تک بات صرف لیکچر بازی تک محدود رہی - بڑا جوش و خروش دکھایا گیا - اور بڑے بڑے دعوے کئے جاتے تھے - کہ ہم یہ کرینگے وہ کریں گے - لیکن اب جب کہ سنٹرل خلافت کمیٹی بمبئی نے عملی کارروائی کرنے کیلئے ہدایات جاری کی ہیں - تو باوجود اس کے کہ ترکوں سے رہا سہا علاقہ بھی یونان چھین رہا ہے - مصطفےٰ کمال پاشا کو شکست پر شکست ہو رہی ہے - شام پر بھی فرانس نے قبضہ کر لیا ہے ۔

معلوم ہوتا ہے - اہل پنجاب نے خاموش ہو رہنا ہی مناسب سمجھا ہے - پنجاب کے بڑے شہر لاہور اور امرتسر ہیں - امرتسر کے متعلق مقامی اخبار وکیل لکھتا ہے -

"جلسہ ہائے خلافت میں امرتسر کے مسلمان لیڈر شاذ و نادر ہی نظر آتے ہیں - رؤسا عظام و خطاب یافتگان تو ایک طرف دیگر مقتدر ہستیاں جو عام طور پر کانگریس وغیرہ کی اسٹیجوں پر جلوہ فرما ہوا کرتی ہیں - خلافت کے جلسوں میں ان کو کبھی نہیں دیکھا گیا"

اب لاہور کی سنئے - یکم اگست کو ہڑتال کرنے کی تحریک کیلئے جلسہ کے اعلان پر کوئی بھی قابل ذکر آدمی ہڑتال کیلئے تیار نہ ہوا - آخر مسٹر ظفر علی نے مجبور ہو کر اپنے دفتر کے ایک آدمی ڈاکٹر یعقوب بیگ اور ایک دو اور نا واقف کاروں کے نام سے اشتہار شایع کیا - جس کے متعلق زمیندار کو یہ لکھنا پڑا - کہ

"ایک اشتہار شایع کرنے کی تجویز کی گئی جس پر اکابر قوم میں سے کسی نے بھی اپنے خاص مصالح کی وجہ سے دستخط تک نہ کئے"

باقی رہے عوام ان کے جوش و خروش پر لاہور کے اخبار کشمیری میگزین نے تفصیل سے روشنی ڈال دی ہے - جو ایک جلسہ کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے - کہ اس میں حاضرین کی تعداد ۶ - ۷ ہزار سے کم نہ تھی - اس میں مسلمان بات بات پر اللہ اکبر کے نعرے لگاتے تھے - کہ خلافت پر ہمارا مال و جان قربان ہے - مگر جب مسٹر شوکت علی نے اپنی تقریر کے آخر روپیہ کی ضرورت ظاہر کی تو ایسی خاموشی چھا گئی - کہ جیسے جلسہ میں کوئی تھا ہی نہیں - اس سے دوسرے دن پہلوانوں کا ایک دنگل تھا - جس میں آٹھ دس ہزار لوگ شامل تھے - جو سب مسلمان تھے - داخلہ بذریعہ ٹکٹ تھا - مسلمان اچھلتے کودتے تھے - اور ان میں اکثر وہی تھے - جو پہلے دن اللہ اکبر کے نعرے لگاتے تھے ۔

آخیر میں اخبار مذکور لکھتا ہے :-

"آخر یہ کیا بات ہے - کیوں ہم پر اثر نہیں ہوتا - کیوں گرد و پیش کے حالات ہمیں متاثر نہیں کرتے - کیوں ہمارے دلوں پر مہریں لگ گئی ہیں - کیا کہنے والے خود بے عمل ہیں - توبہ کرنیوالے دل سے توبہ نہیں کرتے - کیا جو کچھ وہ زبان سے کہتے ہیں - وہ ان کے دل سے نہیں نکلتا - کیا سب کچھ ظاہر داری - نمائش اور دوکانداری ہے - یا سننے والوں کے دلوں پر سیاہی چھا گئی ہے" ۔

النظر

شباب اردو

یہ ایک ماہوار علمی ادبی اردو زبان کا مصور رسالہ ہے - جس کا اڈوٹوریل سٹاف کہنہ مشق اور پرانے انشا پردازوں کا منتخب مجمع ہے - اس کے مالک و چیف ایڈیٹر خان احمد حسین خانصاحب مشہور ناولسٹ ہیں اور آنریری اڈیٹر شیخ عبدالقادر صاحب سابق اڈیٹر مخزن - خان صاحب موصوف کی صاحبزادی اس رسالہ کے حصہ متعلقہ نسوان کی ایڈیٹرس ہیں - اب تک اس کے چار پرچے شایع ہو چکے ہیں - اکثر مضامین نہایت دلچسپ اور سبق آموز ہوتے ہیں - کاغذ اور کتابت و طباعت موجودہ حالات کے لحاظ سے بہت ہی اعلیٰ درجہ کا ہے - قیمت سالانہ پانچ روپیہ رسالہ کا حجم ۷۲ صفحات - اردو علم ادب کے شائقین منگوا کر فائدہ اٹھائیں ۔ ملنے کا پتہ

وطن بلڈنگ منیجر رسالہ شباب اردو لاہور

ارشاد

جناب مولوی محمد سلیمان صاحب اشرف پروفیسر علیگڈھ کالج نے اس نام سے ۱۰۲ صفحوں کا ایک رسالہ لکھا ہے - جس کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں مسائل حاضرہ مثلاً ہندو مسلم اتفاق مسلمانوں کی غلطیاں اور دوسرے میں گائے کی قربانی کے خلاف جو رویہ مسلمانوں نے اختیار کرنا چاہا ہے - اس کے متعلق شرعی حیثیت سے اظہار خیال کیا ہے - رسالہ عمدہ سفید کاغذ پر خوبصورت صاف اور روشن چھپا ہوا ہے - قیمت درج نہیں - غالباً مفت ہے - حسب ذیل پتہ سے مل سکتا ہے ۔ "آدم جی - پیر بھائی منزل کالج" علیگڈھ

صدر انجمن کی رپورٹ سالانہ بابت ۱۹۱۹ء

خوشی کی بات ہے - کہ صدر انجمن کے صیغہ جات کی رپورٹ سال گذشتہ کال میں چھپ کر شایع ہو گئی ہے - جسکو جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سکریٹری نے ترتیب دیا ہے - صدر انجمن کی کارگذاریوں سے واقفیت حاصل کرنے کے خواہشمند احباب

خطبۂ جمعہ

اعلیٰ اخلاق بناؤ اور کامل اطاعت کرنا سیکھو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ

فرمودہ ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۲۰ء

فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

مذہب کیا ہے؟

مذہب بیشک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ مگر مذہب کا مفہوم جو عام لوگ سمجھتے ہیں وہ اعلیٰ نہیں۔ وہ دین و دنیا میں نہ روحانی اور جسمانی عالم میں کچھ بھی مفید نہیں۔ وہ مفہوم کیا ہے۔ جو عام لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ چند رسوم کے ادا کرنے کو مذہب کہتے ہیں۔ ایسا مذہب نہ تو دنیا ہی کیلئے مفید ہو سکتا ہے۔ نہ خدا تعالےٰ تک پہنچا سکتا ہے اگر وہ رسوم نہ ہوں۔ تو کیا کمی آجائے۔ اور اگر ہوں تو کیا زیادتی ہو۔ اگر ان کو ادا کیا جائے۔ تب بھی انسان خدا سے دور ہی رہتے ہیں۔ اور اگر نہ کی جائیں۔ تب بھی دور۔ پس ایسے مذہب کے لئے جو دین و دنیا میں کچھ بھی مفید نہیں۔ کوشش کرنا اپنی کوششوں اور سعیوں کو ضائع کرنا ہے۔ لیکن درحقیقت مذہب اس کا نام نہیں بلکہ ان امور کا نام مذہب ہے۔ جن سے روحانی اور جسمانی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ روحانیت اور جسمانیت دونوں کو صفائی ملتی ہے۔ اور روحانی اور جسمانی امن ملتا ہے۔ لیکن اگر یہ دونوں طرح کا امن نہیں ملتا تو کچھ نہیں۔ اور جس مذہب میں یہ نہیں۔ وہ سچا مذہب نہیں۔ مگر دلائل کی رو سے جو مذہب سچا ثابت ہو گیا ہے۔ اس سے یہ دونوں باتیں حاصل نہیں ہوتیں۔ تو اس کے معنے یہ ہونگے۔ کہ اس پر اس کے حسب منشاء عمل نہیں کیا جاتا۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ مذہب ایسے قواعد و اصول کا نام ہے۔ جن سے روح اور جسم کو امن ہو لیکن بہت ہیں۔ جو بعض رسوم کا نام مذہب رکھتے ہیں۔ بعض صرف ان رسوم کے ماننے والوں کا نام حاصل کر لینے کو مذہب قرار دیتے ہیں۔ یہ تینوں قسم کے لوگ مذہب سے دور ہیں۔ یاد رکھو۔ نماز پڑھنے کا ہی نام مذہب نہیں۔ روزہ رکھنے کا ہی نام مذہب نہیں۔ حج کرنے کا ہی نام مذہب نہیں۔ بلکہ یہ مذہب کے جزو ہیں اور مذہب کا جو مدعا اور غرض ہے۔ اس کے حصول میں مد ہیں۔ مذہب وہ ہے۔ جو ان سب چیزوں پر حاوی ہے جو لوگ انہی باتوں پر کفایت کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت اپنی عمروں کو ضائع کرتے ہیں ٭

مومن بننے کے لئے کس چیز کی ضرورت ہے

پس اس شخص کے لئے جو مومن بننا چاہتا ہے۔ ضروری ہے۔ کہ وہ اس اصل غرض کو جو مذہب کی ہے۔ سمجھے اور اسکو پورا کرے۔ اعتقادات کو درست کرے۔ اور اعمال کو بجالائے اور اخلاقی تعلیم کا بھی پابند ہو۔

اگر کوئی شخص دوسروں سے اچھے تعلقات نہیں رکھتا۔ ذاتی خیالات میں پاکیزگی حاصل نہیں کرتا۔ اپنے اخلاق کو درست نہیں رکھتا۔ تو اس کی نماز بے سود ہے۔ اور جو شخص نماز اور دوسرے اعمال کو چھوڑ کر صرف "دل کی نماز" ہی پڑھتا ہے۔ وہ بھی بے دین ہے۔ نہ تو وہ شخص دیندار ہے۔ جو رات دن نمازیں تو پڑھتا ہے۔ مگر اخلاق اور معاملات میں بہت گرا ہوا ہے۔ اور نہ وہ شخص دیندار ہے۔ جو اخلاق ہی کو دین سمجھتا ہے۔ اور نماز روزہ جو احکام شرعی ہیں۔ ان کو چھوڑتا ہے۔ دیندار وہی ہے۔ جو ادھر اللہ تعالےٰ کے حقوق بجالاتا ہے۔ اور ادھر مخلوق کے حقوق کو پورا کرتا ہے ٭

گناہ کا احساس اور اس سے بچنے کی کوشش کرنیوالا بھی مومن ہے

مگر بہت ہیں جو دین کو چند رسوم کا مجموعہ سمجھے ہوئے ہیں۔ اور افسوس ہے۔ کہ بعض ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں۔ کئی ہیں جو نمازوں میں سستی کرتے ہیں لیکن نمازوں میں سستی کرنے والوں کی نسبت ایسے زیادہ ہیں۔ جو نمازوں میں تو باقاعدہ ہیں۔ مگر اخلاق میں بہت پیچھے ہیں۔ اور کمی کو دور کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر ایک شخص سے زنا بھی سرزد ہو جائے مگر وہ کوشش کرتا ہو کہ اس گناہ سے بچے۔ اور اپنی غلطی کا احساس کرے۔ تو وہ ایماندار اور مومن ہے تو جو شخص بدی کو بدی سمجھتا ہے۔ وہ باوجود اس کا ارتکاب کرنے کے اتنا گناہ گار نہیں۔ اور ایمان سے اتنا دور نہیں۔ جتنا وہ شخص جو گناہ کا احساس ہی نہ رکھتا ہو۔ اور اس سے بچنے کی کوشش بھی نہ کرتا ہو۔ اسی طرح اگر ایک شخص میں کوئی اخلاقی نقص ہے۔ مگر وہ اس کو نقص سمجھتا ہے۔ نماز۔ روزہ میں سست ہے مگر وہ اس کو غلطی مان کر شرمندہ ہوتا ہے۔ تو اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مثلاً بدزبانی کا مرتکب ہوتا ہے۔ لیکن وہ اپنے اس فعل سے شرمندہ نہیں ہوتا۔ تو اس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس مرض کا احساس ہو۔ اسی کا علاج ہو سکتا ہے ایسا ہی مریض علاج کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے۔ سب سے زیادہ خطرناک مرض وہ ہوتا ہے۔ جس کا احساس نہیں ہوتا۔ اور جو آہستہ آہستہ اپنے پاؤں جماتا ہے۔ مثلاً دق اور سل یہ دونوں مرض نہایت آہستگی سے آتے ہیں انسان کو عام طور پتہ بھی نہیں لگتا۔ اور وہ مسلول یا مدقوق ہو جاتا ہے۔ اور انہی امراض سے بہت زیادہ موتیں ہوتی ہیں۔ برخلاف اس کے جو مرض شدت سے حملہ کرتے ہیں۔ ان میں ایسی ہلاکت نہیں ہوتی طاعون سے جو لوگ ڈرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں شدت سے حملہ کرتی ہے جس سے اکٹھے کئی لوگ مرتے ہیں۔ لیکن مرض سل و دق کا حملہ ایک جگہ پر نہیں۔ ایک وقت میں نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ تمام ملک پر پھیلتی۔ اور آہستہ آہستہ کام کرتی ہیں۔ اس لئے ان سے اس طرح لوگ خائف نہیں ہوتے۔ جس طاعون وغیرہ سے یک لخت دہ کے مرنے سے۔ ورنہ امراض کے واقفوں نے تحقیق کی ہے۔ کہ جسقدر اموات سل اور دق سے

دنیا میں ہوتی ہیں۔ اور کسی مرض سے نہیں ہوتیں ۔

اخلاق کی خرابی اخلاقی سل و دق ہے

اسی طرح اخلاق کی خرابی کا مرض بھی سل اور دق کا سا ہے۔ جو آہستہ آہستہ آتا ہے۔ میں نے اس کے متعلق بارہا توجہ دلائی ہے۔ مگر اس کی طرف تا حال کافی توجہ نہیں کی گئی اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ یہ مرض خفیہ طور پر آہستہ آہستہ آتا ہے دق وغیرہ اس طرح ہوتی ہے۔ کہ پہلے صبح و شام ذرا کھانسی ہونا شروع ہوا یا سر درد ہو گیا۔ اسکو معمولی بات سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کا پتہ اسی وقت لگتا ہے۔ جب وقت جسم پر غلبہ پالیتی ہے۔ یہی حال اخلاقی خرابیوں کا ہوتا ہے۔ بچوں میں بد اخلاقی اسوقت پیدا ہونی شروع ہوتی ہے۔ جس وقت کہ ماں باپ اس کے سامنے کوئی بد اخلاقی کی بات کرتے ہیں۔ یا جب بچہ کوئی بد اخلاقی کرتا ہے۔ تو وہ ہنس دیتے ہیں۔ اور جب بچوں میں جھوٹ وغیرہ کی عادتیں راسخ ہو جاتی ہیں۔ تو انکو روکنا شروع کرتے ہیں ۔

ہمدردی کی کمی انسان کو بدترین حیوان بنا دیتی ہے

بڑا نقص جو ہمارے دیہاتیوں میں ہے وہ ہمدردی کی کمی ہے۔ کسی کے دکھ کو نہیں سمجھتے ہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہے کیا۔ اور یہ عام مرض ہے۔ بلکہ پنجابی میں تو ایک محاورہ بھی بنا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ فلاں کیا میرا چاچا لگتا ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان کی ہمدردی کی حد چچا تک ہی ہے۔ اسکے آگے نہیں۔ لیکن یہ کوتاہی اتنی بڑی کوتاہی ہے کہ انسان کو انسانیت سے گرا دیتی ہے۔ انسانی دل وہ دل نہیں کہلا سکتا۔ جب تک کہ اسمیں بنی نوع کی ہمدردی نہ ہو۔ ہمدردی کے بغیر انسان انسان نہیں رہتا۔ بلکہ حیوان کے درجہ پر آجاتا ہے۔ اور حیوانوں میں سے بھی کتے کی مثال ان لوگوں کی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ بعض لوگ تو وہ ہوتے ہیں جنکو مطلق ہمدردی نہیں ہوتی۔ ان کی مثال بیلوں وغیرہ حیوانوں کی ہوتی ہے۔ ان میں بجائے ہمدردی کے یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر کوئی زخمی بیل پڑا ہو۔ تو دوسرا بیل بجائے ہمدردی کے اسے سینگ مار جائیگا۔ اسی طرح ایک بکری کی بھی یہی کیفیت ہوگی۔ بندر کو بھی کوئی ہمدردی زخمی بندر سے نہیں ہوگی۔ لیکن کتے کو ہمدردی ہوتی ہے۔ مگر اپنے ہم جنس سے نہیں۔ بلکہ کتا اگر کسی دوسرے کتے کو زخمی دیکھیگا۔ تو اسپر جھپٹیگا۔ ہاں وہ اس انسان سے ہمدردی کریگا۔ جس نے اسے رکھا ہوگا۔ تو اسی طرح بعض آدمیوں میں ہمدردی ہوتی ہے۔ مگر اپنی قوم اور اپنی جماعت کے لوگوں سے نہیں بلکہ غیروں سے حالانکہ سب سے پہلے ہمدردی کے مستحق اپنی جنس اور اپنے لوگ ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو ایسے لوگوں سے کتے بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے سے افضل کی ہمدردی کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ اپنوں کو مرتا چھوڑ کر غیروں کی ہمدردی کرینگے۔ اور اس کی غرض یہ ہوگی۔ تاکہ لوگ انہیں بڑا ہمدرد کہیں۔ مسلمان حاکم ہونگے۔ بعض وسیع القلب کہلانے کے لئے انصاف اور عدل کو بھی چھوڑ دینگے اور مسلمانوں کے خلاف فیصلہ دیدینگے۔ تاکہ لوگ کہیں یہ بڑے وسیع القلب اور غیر متعصب ہیں ایسے لوگ کتے سے بھی بدتر ہوتے ہیں ۔

ایک دوسرے سے ہمدردی کرو

یہ تو غیروں کا حال ہے لیکن ہم میں بھی ایسے ہیں بلکہ قادیان میں بھی پائے جاتے ہیں جنمیں ہمدردی کی کمی ہے اور انکو آپا دھاپی اور نفسا نفسی لگی رہتی ہے۔ اگر انکی یہی کیفیت رہیگی تو قیامت کو شفاعت کرنیوالے ان کے متعلق کہدینگے کہ ہمیں تمہاری شفاعت کی کیا پڑی ہے۔ ہاں جو یہاں نفسا نفسی میں مبتلا نہیں۔ دوسروں کی ہمدردی کرتے ہیں ان کیلئے وہاں بھی شفاعت کرنیوالے شفاعت کرینگے۔ آتا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو کہیگا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھ کو کھانا نہ دیا۔ میں ننگا تھا۔ تم نے مجھے کپڑا نہ دیا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ اور میں بیمار تھا تم نے میری عیادت نہ کی۔ بندے کہینگے کہ خداوندا تو کب بھوکا تھا کہ ہم نے تجھکو کھانا نہ دیا۔ تو کب ننگا تھا کہ ہم نے لباس نہ دیا تو کب پیاسا تھا کہ ہم نے پانی نہ دیا۔ تو کب بیمار تھا کہ ہم نے تیری عیادت نہ کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ میرا فلاں بندہ بھوکا تھا۔ فلاں ننگا تھا۔ فلاں پیاسا تھا اور فلاں بیمار تھا تم نے اس سے بے توجہی کی۔ تو گویا مجھ سے بے توجہی کی ۔

پس جو لوگ دنیا میں نفسا نفسی میں ہی پڑے رہتے ہیں۔ قیامت کے روز انسے بھی نفسی نفسی کا معاملہ ہوگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ انکی تازہ مثال ہم میں موجود ہے۔ ایک شخص کی لڑکی فوت ہوگئی وہ اکیلا اس کا جنازہ لیکر گیا۔ اور راستہ میں دو ایک آدمی اور مل گئے۔ یہ کیوں ہوا۔ اسلئے کہ میں بوجہ بیماری کے اس جنازے کے ساتھ نہ جا سکا۔ میرا قاعدہ ہے کہ سوائے بیماری کے میں حضرت صاحب کے پرانے دوستوں کے جنازوں اور غریبوں کے جنازے کے ساتھ ضروری سے ضروری کام چھوڑ کر بھی جاتا ہوں۔ اور انکے جنازوں کیساتھ جنکے متعلق میں جانتا ہوں کہ ان کے ساتھ جانیوالا کوئی نہیں یا مسافروں کے جنازہ کے ساتھ۔ محلہ والوں کا فرض تھا کہ اسکے جنازے کے ساتھ شامل ہوتے۔ کیونکہ اگر کوئی امیر بھی ہو۔ تو اس کا جنازہ خود بخود گاڑی میں چلا جائیگا یا فرشتے اٹھا کر قبرستان میں لیجائینگے۔ بلکہ لوگ ہی ہوتے ہیں۔ جو جنازہ اٹھاتے ہیں لیکن اگر کوئی کسی کی میت کے اٹھانے میں شامل نہیں ہوگا۔ تو اگر اس کے ہاں کوئی واقعہ ہو۔ تو پھر اس کا کیا حق ہے کہ دوسرے اس کے ہاں جائیں اس صورت میں اسکو شکایت کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اس قسم کی کوتاہیاں چھوڑ دو اور خدا کیلئے اور اس کے قرب کیلئے اسکی مخلوق سے ہمدردی کرو اخلاق سیکھو۔ نرم کلامی سیکھو تاکہ خدا کی رضا تم کو حاصل ہو۔

(حضور جب دوسرے خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ)

آپ کے ایام سفر میں جماعت قادیان کے امیر

میں دوستوں اور طبیبوں کے مشورہ کے ماتحت کل ایک مہینہ کیلئے باہر پہاڑی مقام پر جانیکا ارادہ کیا ہے۔ میں اس امر کا ابھی اعلان کر دیتا ہوں کہ میرے پیچھے انتظامی امور میں قادیان کی جماعت کے امیر مولوی شیر علی صاحب ہونگے اور میری جگہ نماز مولوی سید سرور شاہ صاحب پڑھایا کرینگے ۔

اطاعت ضروری ہے

میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ انکی اطاعت کریں اطاعت دنیاوی ترقی کے لئے بھی ضروری ہے اور دین کیلئے تو ہے ہی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصیٰ امیری فقد عصانی کہ جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی۔ اس نے میری اطاعت کی۔ اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی۔ یہی حال حضور کے خلفاء اور انکے مقرر کردہ امراء کا ہے۔ میں نے تجربہ کیا ہے کہ ہماری جماعت کے لوگ خلفاء کی اطاعت کی تو کوشش کرتے ہیں لیکن خلفاء کے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کا مادہ انمیں کم ہے۔ اور عام طور پر لوگ کہدیتے ہیں کہ انکو کیا حق ہے کہ ہم سے اطاعت کرائیں ہاں ہم انکی اطاعت کریں لیکن اگر یہ بنیاد درست ہے تو پھر خلفاء کا کیا حق ہے کہ وہ اپنی اطاعت کرائیں [illegible]

(حضرت خلیفۃ المسیح اول) کا کیا حق تھا - کہ تم لوگوں نے ان کی اطاعت کی - یا میری کرتے ہو - یہ سب خدا کے حکم سے ہے - تلوار ہمارے پاس نہیں - روپیہ ہمارے پاس نہیں - کہ ہم اطاعت کیلئے تمہیں دیتے ہیں - اور اس کے ذریعہ ہمارے قبضہ میں آگئے ہو - پس تم جو اطاعت کرتے ہو - اپنے شوق سے اور خدا کی رضاء کیلئے کرتے ہو پھر خلفاء کو چھوڑ کر انبیاء کے متعلق بھی یہی سوال ہوتا ہے کہ ان کو کیا حق ہے - انبیاء کی اطاعت بھی خدا کیلئے ہوتی ہے نہ کسی حق کی بنا پر -

اطاعت سے انکار کی وجہ استکبار ہے

اطاعت سے جو گریز کیا جاتا ہے - بالعموم اس کا باعث تکبر ہوتا ہے - اور تکبر ہی وہ پستی بدی ہے - جو دنیا میں ہوئی - دنیا میں پہلے ابا و استکبار ہی ہوا ہے - دین کو الگ کر کے اگر دنیاوی لحاظ سے ہی دیکھا جائے - تو ایک ایسی قوم کے لئے جو ترقی کرنا چاہتی ہے - اطاعت کے بغیر چارہ نہیں - میں نے جس طرح اسلام کی تاریخ پڑھی ہے - اگر اور لوگ بھی اس طرح پڑھتے - تو ان کو معلوم ہو جاتا - کہ مسلمانوں کی ذلت و بربادی - نکبت و تباہی کا باعث یہی ہے - کہ ان میں اطاعت کا مادہ نہ رہا - جب اطاعت نہ ہو - تو انتظام قایم نہیں رہ سکتا - اور جب انتظام قایم نہ رہے - تو کوئی قوم حاکم نہیں رہ سکتی *

یورپ اور ایشیا

میں آج ایک راجہ کا سفرنامہ پڑھ رہا تھا جس میں لکھا ہے - کہ چین میں اس نے دیکھا - کہ امریکن اور اٹالین اور جرمن وغیرہ کی افواج جو چین میں پڑی ہیں - وہ روزانہ مصروف رہتی ہیں - اور ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ ان کو آج ہی جنگ درپیش ہے - مگر برخلاف اس کے چین کی افواج کی یہ کیفیت ہے - کہ اول تو ان میں ملکی لوگ نظر بھی کم آتے تھے - اور جو تھے بھی ان کی یہ حالت تھی - کہ یورپین افواج کی بارکوں کے سامنے کھڑے نظر آتے تھے اور یورپین افواج کی ورزشوں وغیرہ کو لغو سمجھ کر تماشا کے طور پر دیکھتے تھے - اس تمام خرابی کی کیا وجہ تھی - یہی کہ وہاں انتظام نہ تھا - اور انتظام نہ ہونے کا باعث اطاعت کا نہ ہونا تھا - جب یہ دونوں چیزیں نہ رہیں - تو تمدن نہیں رہتا - اور تمدن نہ ہو - تو غلامی رہ جاتی ہے -

جب ہم میں خلافت کی بحث شروع ہوئی - تو ایک صاحب نے کہا - کہ اگر آپ کی اطاعت آیت استخلاف کے ماتحت نہ کی جائے بلکہ یونہی کر لی جائے تو کیا آپ بیعت لے لینگے - میں نے ان کو کہا - کہ آیت استخلاف کی غرض تو یہی ہے کہ مسلمانوں کا کلمہ متحد رہے - اگر یہ منشا دوسری طرح بھی پورا ہو جائے - تو کیا حرج ہے - پس اطاعت دینی اور دنیاوی دونوں ترقیوں کے لئے نہایت ضروری اور لابدی ہے

فتوحات کے لئے اطاعت ضروری ہے

ہمارا جن سے مقابلہ ہے - وہ بہت منتظم ہیں - ان میں اطاعت بہت ہے - پس جب تک ہم میں ان سے بڑھ کر انتظام اور اطاعت نہ ہوگی - تو ہم کوئی کامیابی حاصل نہیں کر سکینگے - ہمارے یہاں اول تو امیری غریبی چھوٹائی بڑائی کا کوئی سوال ہی نہیں - سب بھائی بھائی ہیں - لیکن پھر بھی جو افسر ہوتے ہیں - بعض دفعہ ماتحت ان کو سلام کرنا ہتک سمجھتے ہیں - مگر یورپ والوں کی یہ حالت ہے - کہ اگر کوئی فوجی اپنے افسر کو سلام نہ کرے تو شام کو حوالات میں دیدیتے ہیں - اس جنگ کے متعلق ایک ایڈیٹر کا بیان میں نے پڑھا ہے - وہ لکھتا ہے کہ میں نے ساری عمر میں جو تلخ تجربہ حاصل کیا ہے وہ یہ ہے - کہ جنگ شروع ہوئی تو میں بھی فوج میں بھرتی ہو گیا - میرے دفتر کا ایک کلرک بھی اسی میں بھرتی ہوا کلرک کی جسمانی حالت چونکہ زیادہ اچھی تھی - وہ فوجی کاموں کا جلد ماہر ہو کر افسر ہو گیا - اور میں اس سے نیچے کے درجہ پر اس کا ماتحت رہا - ایک دفعہ جب وہ فوجی وردی میں میرے سامنے آیا تو مجھے بہت برا معلوم ہوا - آخر مجھے اپنا فرض یاد آیا اور فوجی قانون میرے سامنے آگیا - میں نے فوراً اس کو فوجی طریق سے سلام کیا - اور اس نے بھی اسی طرح جس طرح فوجی افسروں کا طریق ہے میرے سلام کا جواب دیا - پس اطاعت کی یہ روح تھی جس نے ان کو اس عظیم جنگ میں کامیاب کرایا *

یورپ دنیاوی لحاظ سے ہم سے بہت بڑھا ہوا ہے - پھر اس میں انتظام اور اطاعت وغیرہ بھی بہت ہے - ہم یورپ کو اپنا شاگرد بنانا چاہتے ہیں اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے - کہ ہم میں ان سے بڑھ کر اطاعت اور انتظام ہو - یہ مت کہو کہ خدا کا ہم سے وعدہ ہے - کہ ہم کامیاب ہوں گے - بیشک خدا کا ہم سے وعدہ ہے لیکن ہمارا بھی تو کچھ فرض ہے - ہم کمزور ہیں اور ہماری یورپ کے مقابلہ میں حقیقت ہی کیا ہے - اگر یورپ ہمارا شاگرد ہو جو ضرور ہوگا - تو یہ خدا ہی کے فضل سے ہوگا - اور وہاں انسانی تدبیروں کا کچھ بھی دخل نہ ہوگا - لیکن اس کے یہ معنے نہیں - کہ ہم اپنے فرض سے غافل ہو جائیں - جس کے باعث ہم خدا کے فضلوں کے مستحق ہو سکتے ہیں - پس میں آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں - اور اخبار کے ذریعہ باہر والوں کو بھی کہ وہ اطاعت سیکھیں - تاکہ ہماری جماعت جلد سے جلد کامیابی حاصل کرے - اللہ تعالے ہماری جماعت پر رحم کرے *

فیلڈ پر کام کرنیوالے دوست توجہ کریں -

جو احباب فیلڈ سروس پر کام کرتے ہیں - ہم بموجب ان کی ہدایت کے ان کے اخبار پر ٹکٹ نہیں لگاتے تھے مگر اب بعض پرچے بوجہ بیرنگ ہونے کے واپس آنے لگے ہیں - اور بعض دوست ایسے بھی ہیں - جنہوں نے ہمیں لکھا ہے - کہ ہمارے پرچہ پر ٹکٹ کیوں لگاتے ہو - چونکہ اس بارے میں ہمیں کوئی آگاہی نہیں - اس لئے تمام ایسے احباب ہمیں بذریعہ خطوط اطلاع دیں - جن کے پرچے پر اب ٹکٹ لگا کر بھیجنا چاہیئے - اور یہ بھی کہ ٹکٹ ایک پیسہ کا یا آدھ آنے کا لگایا جائے - اور ڈاک ہفتہ وار بھی جائے یا ہر پرچہ علیحدہ علیحدہ بھیجدیا جایا کرے *

(۲) نیز بہت سے احباب کی قیمتیں ختم ہو چکی ہیں - بذریعہ منی آرڈر بھجوادیں - ورنہ اخبار تا وصولی قیمت بند رہیگا *

مینیجر الفضل

اعتذار

۷ - اگست کے اخبار میں لکھا گیا تھا - کہ ۵ - اگست کا پرچہ ۹ - اگست کے ساتھ ۲۰ صفحہ کے حجم پر شایع ہوگا - افسوس ہے کہ مشین کے بروقت واپس نہ آنے کی وجہ سے نہ صرف ۵ اگست کا پرچہ بلکہ ۱۲ - اگست کا بھی لیٹ شایع ہوتا ہے - اپنی طرف سے بہت کوشش کیجاتی ہے - مگر انسان کمزور ہے اس لئے قابل درگذر * (مینیجر اخبار الفضل)

فاروقی خضاب

یہ خضاب نو ایجاد جس کا نشان (ٹریڈ مارک) منارۃ المسیح ہے بالوں کو سیاہ کرنے میں لاثانی ہے - اس کو لگا کر باندھنے وغیرہ کی کوئی دقت نہیں چند منٹوں میں بال سیاہ ہو کر مثل ریشم کے ہو جاتے ہیں - کسی قسم کی سوزش یا تکلیف مثل بعض دیگر خضابوں کے اس کے لگانے سے نہیں ہوتی - عورتوں اور مردوں کو یکساں مفید ہے - ایک لمبے تجربہ کے بعد ہم یہ کہنے کے قابل ہو گئے ہیں کہ ہمارا خضاب عمدگی اور ارزانی میں موجودہ تمام خضابوں سے بڑھ کر ہے - ایک بار تھوڑے سے پیسے خرچ کر کے اسکو منگا کر دیکھئے - اگر واقعی اچھا ہو تو ہمیشہ لگائیے - ورنہ پھر کبھی اسکے نزدیک نہ جائیے - یا تو چند پیسے ہم نے ایک مرتبہ آپ سے ٹھگ لئے یا انشاء اللہ ہمیشہ کیلئے آپ ہمارے خریدار ہو گئے - آزمائش شرط ہے یہ کاٹھ کی ہانڈی نہیں جو ایک دفعہ چڑھے پھر رکھنے جل جاوے - قیمت ایک شیشی ایک اونس معہ برش ١٢ ر - تین شیشی ایک برش عہ - چھ شیشی ایک برش ہے ١٠ر محصولڈاک معہ پیکنگ خرچ ایک شیشی ۴ ر - تین شیشی آٹھ آنہ - چھ شیشی ١٠ ر - بارہ شیشی عہ

عمر اینڈ برادر - دارالفضل سٹریٹ فاروق منزل قادیان - ضلع گورداسپور

نہایت ضروری کتابیں جلد منگالیں

حقائق القرآن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی فرمودہ تفسیر القرآن پارہ اٹھائیسواں نہایت مفصل اور جامع تفسیر ہے لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ - قیمت قسم اول ولایتی کاغذ ١٢ ار - قسم دوم ٨ ر -

صداقت مسیح موعود جناب حافظ روشن علی صاحب کی گذشتہ سالانہ جلسہ کی تقریر ٢ ر

امت محمدیہ میں مجدد حدیث مجددین کے متعلق غیر احمدی جو عذرات پیش کرتے ہیں انکا رد ٣ ر

انبیاء کی شان از روئے بائبل بائبل میں انبیاء پر جو الزام لگائے گئے ہیں -

بائبل و قرآن انکی قرآن سے تردید نہایت عجیب رسالہ ہے قیمت ١ ر

تردید کتاب **کلمہ فضل رحمانی** قاضی فضل احمد صاحب کی کتاب کا اسی کی زبانی رد ٣ ر

ایک پیشگوئی موجودہ صدی کے مجدد کا مطالبہ ١ ر **ترکی کا مستقبل** اور مسلمانوں کا فرض حضرت خلیفۃ ثانی کا نہایت زبردست مضمون ٦ ر

مینیجر احمدیہ کتبخانہ قادیان

تریاقِ چشم

ہمارا مجرب تیار کردہ تریاق چشم دیرینہ ککروں کو زائل کرتا ہے - سرخی کو آنکھوں کے اندر ہو یا باہر کاٹ دیتا ہے - چھپروں کے متورم مادہ کو خارج کر کے آنکھوں کو ہلکا اور صاف کر دیتی ہے خارش اور کھجلی کے واسطے اکسیر ہے - جن لوگوں کی آنکھیں دھوپ میں یا بسبب مادہ فاسد کے نہ کھلتی ہوں یا گرمی کے وجہ سے جل گئی ہوں - یا گل گئی ہوں - یا آنکھوں میں کثرت سے پھنسیاں دگونہ تر قیاں نکلتی ہوں - یا گیڈ اور پانی کثرت سے جاری رہتا ہو یا ککروں کے باعث آنکھوں میں زخم ہو گئے ہوں - اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو - یا آنکھوں میں ککروں سے دھند غبار ہو گئی ہو - ان کو از بس مفید ہے - اور اگر پلکیں گر گئی ہوں - تو پھر از سر نو پیدا ہو جاتی ہیں - شیر خوار بچے سے لے کر بوڑھوں تک سب کو یکساں فائدہ بخشتی ہے - اس کی خصوصیت یہ ہے کہ کچھ ضرر نہیں پیدا کرتا کیونکہ نباتات سے مرکب ہے - ہمارا کثرت سے تجربہ ہے - کہ ایک دفعہ کے ہی لگانے سے نمایاں فائدہ نظر آجاتا ہے - اور زیادہ سے زیادہ سات دفعہ کے استعمال سے امراض چشم کا ازالہ ہو جاتا ہے ۔ ہم اشتہار کو دام تزویر نہیں بنانا چاہتے ۔ جو صاحب . ر کا ٹکٹ بذریعہ ڈاک بھیج دیں - ان کو بطور نمونہ کے مفت دیا جائے گا - تا کہ آزما کر خریدیں - اور کسی مغالطہ میں نہ رہیں ۔

قیمت فی تولہ پانچ روپیہ - محصول وغیرہ بذمہ خریدار ۔

ہدایات متعلق استعمال تریاق کے ساتھ ارسال ہوں گی +

نوٹ :- جو صاحب اشتہار پڑھیں مریضوں کو اطلاع دے کر ثواب حاصل کریں ۔

المشتہر

خاکسار میرزا حاکم بیگ احمدی کلرک ڈسٹرکٹ بورڈ صاحب گوجرانوالہ پنجاب

الفضل میں اشتہار دینے والوں کو مژدہ

اجرت اشتہارات زیادہ ہونیوالی ہے

الفضل چونکہ ایک مشہور و معروف اہل علم جماعت کا آرگن ہے - اس لئے اس میں اشتہار دینے کا خوب موقعہ ہے کیونکہ اس کا لفظ لفظ شوق کی آنکھوں سے دیکھا اور عقیدت کے کانوں سے سنا جاتا ہے - اور اس کے فائل کتابی صورت میں محفوظ رکھے جاتے ہیں - گویا اس میں اشتہار چھپوانے کے یہ معنے ہیں - کہ آپ کے کارخانہ کا نام رجسٹرڈ ہو گیا +

٢ - جو اجرت دی گئی ہے - یہ ہفتہ میں ایک بار اشتہار چھپنے کے حساب سے ہے - اخبار ہفتہ میں دو بار چھپتا ہے +

٣ - موجودہ اجرت جب مقرر کی گئی تھی - اس وقت سے اب تک اشاعت اخبار ڈیوڑھ گنی سے زیادہ ہو چکی ہے - اس لئے اغلب ہے - کہ عنقریب نرخنامہ اشتہار میں اضافہ کر دیا جائے - اس لئے جلد جلد اشتہارات کا معاہدہ کر لینا چاہئیے - کیونکہ ایسے معاہدین کے ساتھ موجودہ نرخ - مدت مقررہ تک قائم رہے گا - نرخنامہ حسب ذیل ہے :-

نرخنامہ

مدت	فی صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ایک سال (٥٢ بار)	٢٠٠	١٠٣	٧٠	۴٠	٢٦	٢٢
٦ ماہ (٢٦ بار)	١٠٥	۵۴	٣٨	٣٢	١۴	١٢
تین ماہ (١٣)	۵۵	٣٠	٢٠	١٢	٨	٧
ایک ماہ (۴ بار)	٢٢	١٢	٨	۵	۴	٣
دو بار	١٢	٧	۵	٣	٢½	٢
ایک بار	٧	۴	٣	٢	١½	١

ضمیمہ جو دو صفحے پر ہو - اس کی اجرت بالمقطع چھ روپے اور اس سے آگے فی دو صفحہ ۵ ر سیکڑہ - فی سطر اجرت ٣ ر ایک بار کے لئے ۔

اشتہاروں کے متعلق اور دیگر تمام انتظامی امور کے لئے یعنی پرچہ کے اجرا یا بندش یا پہنچنے یا نہ پہنچنے کے بارے میں اس پتہ پر خط و کتابت ہو :- **"مینجر الفضل قادیان گورداسپور پنجاب"**

ممالک غیر کی خبریں

عراق عرب میں بد امنی لنڈن - ۱۲ - اگست محکمہ جنگ کا شایع کردہ

مزید حملے اور عربوں کا سخت نقصان اعلان مظہر ہے کہ فوریں دریائے فرات پر اب زیادہ امن و سکون ہے عربوں کو جنہوں نے حلہ کے شمال اور شمال مغرب میں ہماری چوکیوں پر حملہ کیا تھا - سخت نقصان پہنچا - ۱۵۰ سے ۲۰۰ لاشیں چھوڑ گئے جیر کو لگ کے نزدیک عربوں نے مزید چھوٹے چھوٹے حملے کئے کوفہ کی قلعہ نشین فوج ابھی تک مقابلہ کر رہی ہے - لیکن تین دن ہوئے شہر کو آگ لگی ہوئی تھی +

برٹش فوج کی پسپائی ۳۰ - ۳۱ جولائی کی رات کو برٹش فوج نے حلہ میں دشمن پر ایک جوابی حملہ کیا - دشمن کو سخت نقصان پہنچا - بریگیڈیر جنرل کونگھم کی فوج دیوانیہ سے آہستہ آہستہ حلہ کی طرف ہٹ رہی ہے +

ہندوستانی پولیس کی تنخواہ مسٹر مانٹیگو نے پارلیمنٹ میں ایک سوال کے جواب میں بیان کیا کہ ہندوستانی پولیس کے جن اشخاص نے تنخواہ کے اضافہ کے متعلق میمورنڈم بھیجا ہے - انہوں نے گورنمنٹ کی منظور کردہ شرح اضافہ کو نہیں سمجھا - جب تک گورنمنٹ ہند سفارش نہ کریگی - اسوقت تک اس مسئلہ کو دوبارہ نہیں اٹھایا جائیگا

امیر فیصل ولایت کو امیر فیصل انگلستان جا رہے تھے۔ جہاز میں ایک ہندوستانی دستہ نے ان کی سلامی اتاری +

امریکہ کی بے چینی وشنگٹن ۱۲ - اگست محکمہ تجارت برطانیہ کے رویہ پر کی ایک رپورٹ مظہر ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ نے اینگلو پرشین آئل کمپنی کے ذخیرہ تیل کا دو تہائی حصہ حکماً لے لیا ہے - اسلئے ضروری ہے - کہ گورنمنٹ امریکہ بھی یہی رویہ اختیار کرے تا کہ آئندہ کے لئے تیل کی کانوں پر غیر قوموں کا اجارہ نہ ہو جائے +

تیس لاکھ پونڈ قرض مسٹر بونر لا نے پارلیمنٹ میں بیان کیا - کہ انگلستان اور ایران کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے - اس کی ایک شرط یہ بھی ہے - کہ برطانیہ ایران کو بیس لاکھ پونڈ کی رقم قرض دے +

اتحادیوں نے وارسا خالی کر دیا وارسا - ۱۲ - اگست - وارسا سخت خطرے میں معلوم ہوتا ہے آج سرکاری اعلان کی خبر ہے - کہ سپاہ احمر (لال کرتی) جو وارسا کے مشرق میں ۵۰ میل کے فاصلہ پر مقیم ہے - دریائے بگ کے ساتھ ساتھ ۶۶ میل کے محاذ پر پھیل گئی ہے - ہر جگہ شمال اور مشرق کی جانب سے وارسا کیلئے قدرتی بچاؤ ہے - سرکاری اعلان کا مزید بیان ہے - کہ سخت لڑائی کے دریا کو کئی جگہ سے عبور کر لیا گیا ہے - اور قیدی گرفتار کئے ہیں - حالت نازک ہونے کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے - کہ فرانسیسی اور برطانی مشنوں نے نیز اتحادی شہریوں نے وارسا خالی کر دیا ہے +

مقامات ایران میں بالشویکی قبضہ پاونیر کو طہران سے ۳ اگست کو تار خبر موصول ہوئی ہے - کہ تاتاری بولشویکوں کا فتح ہند پر قبضہ ہو جانے سے تبریز کو خالی کرنیکی تیاریاں کر رہے ہیں

بالشویک وارسا سے ۳۰ میل لنڈن ۵ - اگست بالشویکوں کے وارسا کے قلعوں سے صرف تیس میل پر ہونے کی وجہ سے پولینڈ کی حالت نہایت نازک ہو گئی ہے +

روس و جرمن کا خفیہ معاہدہ ٹائمز کو معتبر ذرایع سے معلوم ہوا ہے کہ سوویٹ گورنمنٹ نے پیشتر اس کے کہ جارحانہ کاروائی شروع کی گئی ہو جرمنی کے ساتھ ایک خفیہ معاہدہ کیا - جس کی رو سے قرار دیا گیا - کہ روس پولینڈ کے تمام اسلحہ ذخائر اور سامان رسد مناسب طور پر اپنے کام میں لانے کا مجاز ہے - اور پولینڈ کی فتح کے بعد روس کو اجازت ہے کہ پولینڈ کو کشتر بھیجے - تاکہ تمام پولش ماہران کو اپنے ماتحت رکھے - پھر روس جرمنی کے حق میں پولینڈ کو بالکل خالی کر دے گا - جو جرمن اشیاء اور مزدوری کے عوض روس کے آئندہ قرضوں کا کفیل قرار دیا جائے گا +

ہندوستان کی خبریں

بمبئی کونسل اور مسٹر تلک کے ماتم کا رزولیوشن آنریبل مسٹر بیلوی کے زیر سرکردگی ۱۸ غیر سرکاری ممبروں نے گورنمنٹ سے درخواست کی کہ بمبئی کی قانونی کونسل کے آئندہ اجلاس میں مسٹر تلک کے ماتم کا رزولیشن پیش کرنے کی اجازت دیجائے کیونکہ مسٹر تلک اس کونسل کے ممبر رہ چکے ہیں - بعد میں ایک صاحب نے اس درخواست پر سے اپنا نام واپس لے لیا - گورنمنٹ نے یہ درخواست اس بنا پر منظور نہیں کی - کہ اس کیلئے پندرہ دن پہلے سے نوٹس ملنا چاہیئے

منحوبانہ کتب کی بندش شملہ ۷ - اگست سرکاری گزٹ میں مندرجہ ذیل کتب کا ہندوستان میں آنا بند کر دیا ہے - (۱) "شہیدوں کا دن" (۲) "موجودہ وقت" یہ کتابیں دیسی زبان میں ہیں - جن کو سان فرانسسکو امریکہ کی ہندوستانی غدر پارٹی نے شایع کیا ہے - ان کے علاوہ اور بھی کتب اور پمفلٹ گورنمنٹ نے ملک میں آنے بند کر دیئے - جن کے نام (۱) "اگر ہندوستان میں بغاوت ہے" (۲) "ہندوستان ایک قبرستان میں" (۳) "ایشیا کی بیداری" ہیں -

ایک تارک وطن کے قتل کا مقدمہ گورنمنٹ نے حسب ذیل اعلان شایع کیا ہے - کہ فوجی افسروں نے فیصلہ کر لیا ہے - کہ چکلالہ کو مارشل لا کی عدالت میں پیش کیا جائیگا - اس کی وجہ حبیب اللہ خاں ساکن ٹانگی کی موت ہے - جو کچا گڑھی میں ۸ - جولائی کو واقع ہوئی - کورٹ مارشل روالپنڈی یا مری میں منعقد ہوگا +

سرکاری ملازموں کو جنرل ڈائر کے فنڈ میں چندہ دینے کی ممانعت گورنمنٹ مدراس نے فیصلہ کیا ہے - کہ سرکاری ملازم جنرل ڈائر کے فنڈ میں چندہ نہ دیں +

مسٹر ظفر علی کو صوبہ سرحدی میں داخل ہونے کی ممانعت حال میں مسٹر ظفر علی نے پشاور جانے کا ارادہ کیا تھا - جس پر چیف کمشنر صاحب صوبہ سرحدی کے سکرٹری نے ان کو بذریعہ تار اطلاع دی کہ چیف کمشنر صاحب کی رائے میں آپ کا پشاور جانا غیر مناسب ہے - اور انہوں نے حکم دیا ہے کہ آپ سردست نہ تو صوبہ سرحدی میں داخل ہوں - اور نہ اس کے کسی حصہ میں قیام کریں - اس کے متعلق والسرائے بہادر سے چارہ جوئی کی گئی تھی - مگر انہوں نے دخل دینے سے انکار کر دیا ہے -

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں ۔۔۔ الفضل کیلئے شایع ہوا